بصیرت، آیات و روایات کی روشنی میں

صادق رضا قمی (ہندوستان) [۱] - حسن رضا قمی جلالپوری [۲] (ہندوستان)

اشاریہ:

بصیرت ایک قرآنی اہم ترین فرمولا ہے جو معاشرتی نشیب و فراز میں انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ قرآن مجید بصیرت کے مفہوم کو متعارف کرانے کے لئے مترادف الفاظ کے ساتھ ساتھ متضاد الفاظ کے ذریعہ بھی اس کو بیان کرتا ہے جیسے عالم و جاہل، بینا و نابیناد، نور و تاریکی اور سایہ و دھوپ وغیرہ۔ لفظ بصیرت کے مترادف ومعادل الفاظ جیسے یقظہ (بیداری)، نور اور فرقان کو بھی قرآن بیان کرتا ہے اور ان کلمات کے ذریعے ہم اصل مفہوم تک جاسکتے ہیں۔

مفہوم بصیرت کو پہچنوانے کے لئے قرآن مجید کا دوسرا طریقہ بصیرت کے عوامل کو بیان کرنا ہے اور یہ عوامل جیسے زمین و آسمان میں خداوند عالم کی نشانیاں، آخرت کے بارے میں غور و فکر کرنا، خداوند عالم کی امداد، ایمان، تقویٰ، قرآن مجید، دن و رات کا آنا جانا، زمین کا فرش بچھایا جانا، معجزہ، ذکر و یاد خدا وغیرہ ہیں۔

البتہ بصیرت کے منبع و سرچشمہ کے طور پر قرآن حکیم، انسانی فطرت و طینت، خود قرآن مجید، دین اسلام اور توفیق الٰہی کو مورد توجہ قرار دیتا ہے۔

قرآن مجید میں بصیرت کے آثار و نتائج کو واضح طور پر بیان کرتا ہے اور اسی طرح کچھ موانع اور رکاوٹوں کا تذکرہ بھی کرتا ہے۔

بنیادی الفاظ: بصیرت، آیات و روایات، قرآن، آثار، موانع، انقلاب اسلامی، انقلاب کے دوسرے مرحلے کا بیان.

۱. دانش پژوہ دکتری تفسیر تطبیقی، مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث، جامعہ المصطفیٰ Sr.qomi۱۱۰@gmail.com
۲. فارغ التحصیل سطح ۳ فقہ و معارف، مجتمع عالی فقہ، جامعہ المصطفیٰ

مقدمہ

بصیرت، خداوند عالم کی آشکار اور واضح صفات میں سے ایک صفت ہے اور قرآن مجید نے خداوند عالم کو اس صفت سے ۴۲ مرتبہ یاد کیا ہے۔ بصیرت، تمام میدانوں میں صاحبان ایمان کی سب سے اہم صفات و خصوصیات میں سے ہے۔ صرف بصیرت ہے جس کے ذریعہ حیات دنیا کے حوادث اور فتنوں سے گزرا جاسکتا ہے اور منزل مقصود تک پہنچا جاسکتا ہے۔ بصیرت کو انبیائے الٰہی کی خصوصیات میں سے بتایا گیا ہے اور روایات نے خداوند عالم سے ایسی خصلت کی درخواست کرنے کی سفارش کی ہے۔

روایتوں کی بناپر یقین ایمان کے ارکان میں سے ہے اور بصیرت یقین کے شعبوں میں سے ایک شعبہ سمجھا جاتا ہے۔ حدیث کی ثقافت میں حقیقی بصیرت وبینائی علمی و عملی مستقبل پر نظر کرنے کے معنی میں ہے اور ''بصیر'' ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو صحیح بصیرت کے سایہ میں مادی و معنوی اور اپنی دنیا وآخرت کی منفعتوں کو پورا کرنے میں حرکت اور سعی و کوشش کرتے ہیں۔

لہٰذا اس مقالہ میں آیات وروایات کی روشنی میں بصیرت کی تعریف، اس کی اہمیت، اس کے آثار اور اس کے موانع کو بیان کیا جائے گا تاکہ اس نیک صفت کو حاصل کرنے میں بیش از پیش کوشش کریں اور قرآن واہل بیت علیہم السلام کی طرز نگاہ سے زیادہ ترآشنا ہو کر اس عظیم سرچشمۂ ہدایت سے بھرپور طریقے سے استفادہ کیا جائے.

مفہوم وتعریف بصیرت

چونکہ بصیرت کے مفہوم و معنی کو پہچنوانے کے لئے قرآن کریم کا ایک طریقہ قیاس والا طریقہ ہے، یعنی بصیرت کے ساتھ متضاد الفاظ پیش کرتے ہوئے اس کے پہچنوانے میں ہماری مدد کرتا ہے، جیسے یہ آیت کریمہ ''وَمایَسْتَوِی الْاَعْمیٰ وَالْبَصِیرُ۔ وَلَا الظُّلُماتُ وَلَا النُّورُ۔ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ۔ وَمایَسْتَوِی الْاَحْیاءُ وَلَا الْاَمْواتُ؛ اور اندھے اور بینا برابر نہیں ہو سکتے۔ اور تاریکیاں اور نور دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اور سایہ اور دھوپ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہی زندے اور نہ ہی مردے یکساں ہو سکتے ہیں'' (سورۂ فاطر، آیت ۱۹۔۲۲) نابینا و بینا تاریکیاں اور نور، سایہ اور جھلسا دینے والی دھوپ اور زندوں اور مردوں کے درمیان مقائسہ کرنے میں اس بات کو درک کرتے ہیں کہ صاحب بصیرت انسان نورانی فضا میں قرار پاتا ہے؛ گرم اور جھلسا دینے والی فضا سے

دور اور حقیقی زندگی کا حامل ہے۔

مفہوم بصیرت کو پہچنوانے کے لئے قرآن کریم کا دوسرا طریقہ بصیرت کے موانع کو بیان کرنا ہے، خداوند عالم اس سلسلہ میں محسوس وملموس مثالوں سے استفادہ کرتا ہے، جیسے "غشاوۃ" (سورۂ بقرہ، آیت ۷) اور "اکِنّۃ" یعنی پردہ، "وقر" یعنی روئی (سورۂ کہف، آیت ۵۷) اور "سدّ" (سورۂ یاسین، آیت ۲) اور "قفل" (سورۂ محمد، آیت ۲۴) اور "ختم" یعنی مہر (سورۂ بقرہ، آیت ۷)۔

لفظ بصیرت "ب ص ر" سے ہے۔مادۂ "بصر" قرآن مجید میں ۱۴۸ مرتبہ اور لفظ "بصیرت" ۲ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔کلی طور پر لفظ "بصر" اسلامی منابع میں بعض وقت ظاہری اور باطنی بینائی کے بارے میں اور کبھی باطنی و عقلی بینائی کے بارے میں استعمال ہوتا ہے۔

مفسرین نے قرآن مجید میں لفظ "بصیرت" کے تین معنی بیان کئے ہیں:

۱۔یقین واطمینان: "اَدۡعُوۡا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيۡرَةٍ" (سورۂ یوسف، آیت ۱۰۸) پیغمبر اسلام ﷺ اس آیت میں اعلان کرتے ہیں کہ یقین واطمینان کے ذریعہ اور کامل بصیرت اور اس معرفت کی رو سے خدا کی جانب دعوت دیتے ہیں جو حق و باطل کو ایک دوسرے سے الگ کرتی ہے۔

۲۔شاہد و گواہ: "بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰى نَفۡسِهٖ بَصِيۡرَةٌ" (سورۂ قیامت، آیت ۱۴) اس آیت کی تفسیر میں دو احتمالات پائے جاتے ہیں، ایک یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال کا خود شاہد و گواہ ہے کہ اس صورت میں بصیرت میں "تاء" مبالغہ کے لئے ہوگا۔دوسرے یہ ہے کہ یہ آیت سورۂ نور کی آیت ۲۴ کے مشابہ معنی کی حامل ہے، اس صورت میں کہ انسان کی گواہی دینے والے یعنی اس کے اعضاء وجوارح اس کے اعمال پر نظارت رکھتے ہیں۔

۳۔واضح اور روشن دلیلیں: "قَدۡ جَآءَكُمۡ بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّكُمۡ" (سورۂ انعام، آیت ۱۰۴؛ سورۂ اعراف، آیت ۲۰۳؛ سورۂ اسراء، آیت ۱۰۲؛ سورۂ جاثیہ، آیت ۲۰) اکثر مفسرین نے بصائر کے معنی "حجج وبینات" کے بیان کئے ہیں جو ضلالت و گمراہی سے ہدایت اور کفر سے ایمان کی شناخت و معرفت کا باعث یا علم وآگاہی کا سبب ہوتے ہیں۔خداوند عالم کی واضح اور یقینی نشانیوں اور دلیلوں کو بصائر اس لئے کہا گیا ہے کہ ان کے ذریعہ قلب کی بینائی اور حقائق کو درک کرنے کا باعث ہوتے ہیں (مرکز فرہنگ و معارف قرآن، ۱۳۸۲: ۵)۔

لغت میں بصیرت کے معنی قلبی عقیدہ، شناخت و معرفت، یقین، ہوشیاری اور چالاکی اور عبرت کے ہیں اور اصطلاح میں انسان کی اس قوت کا نام ہے جس کے ذریعہ اشیاء اور امور کے حقائق کا ادراک ہوتا ہے۔جیسا

کہ انسان آنکھ کے ذریعہ اشیاء کی صورتوں اور ظواہر کو دیکھتا ہے اسی طرح دینی امور اور امور کے حقائق کی بنسبت بصیرت، معرفت اور قلب میں حاصل شدہ اعتقاد ہے (ہاشمی رفسنجانی، ۱۳۸۶: ۶۳) ۔

قرآن مجید میں دو طرح کی بینائی کا مشاہدہ ہوتا ہے ایک ظاہری اور دوسرے باطنی (قلبی) یا ایک تعبیر کے مطابق عقلی۔ معصومین علیہم السلام سے روایتیں بھی صادر ہوئی ہیں: جیسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"العامل علی غیر بصیرۃ کالسائر علی غیر الطریق، لایزیدہ سرعۃ السیر من الطریق الا بعدا"

جو شخص بغیر بصیرت کے عمل کرے وہ اس شخص کے مانند ہے جو راستہ سے منحرف ہو کر سیر کرتا ہے کہ جس قدر تیزی کے ساتھ جائے وہ راستہ سے دور ہوتا ہے (حسینی دشتی، ۱۳۸۵: ۲ /۱۴۳) ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"نابینا وہ شخص نہیں ہے جس کی آنکھ سے دکھائی نہ دیتا ہو، بلکہ حقیقی نابینا وہ شخص ہے جس کی بصیرت کی آنکھ نہ دیکھتی ہو" (محمدی ری شہری، ۱۳۸۶، ج۲) ۔

حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

"بصیرت کو کھو دینے سے بصارت و بینائی کا کھو دینا بہت آسان ہے" (محمدی ری شہری، ۱۳۸۶، ج۲) ۔

تفسیروں میں اس کی تعبیر بصر و بصیرت سے ہوئی ہے۔ زمخشری نے بصر کو آنکھ کا نور اور بینائی کی قوت اور بصیرت کو قلب کا نور اور غور و خوض کرنے کا اوزار بتایا ہے۔ بعض آیتوں میں ان دونوں قسم کی بینائی کو ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے:

"... وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ" (سورۂ اعراف، آیت ۱۹۸)

مسلمان دانشور قرآنی آیتوں سے استفادہ کرتے ہوئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انسان کے قلب میں نور الٰہی حاصل کرنے کے لئے ایک قوت پائی جاتی ہے اور اس کو ثابت کرنے کے لئے سورۂ زمر کی آیت ۲۲ سے استناد کرتے ہیں:

"أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ"

اسی طرح اس سے روح الٰہی بھی تعبیر ہوئی ہے: "فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي" (سورۂ حجر، آیت ۲۹)

اور اسے عقل نظری، بصیرت باطنی اور ایمان و یقین کا نور بھی کہا جاتا ہے کہ جس کی قدرت و توانائی عقلی

مفاہیم کی شناخت و معرفت میں ہے۔ اہل عرفان اسے زیادہ تر نور یا الٰہی روح سمجھتے ہیں اور اسے ایک ایسی قوت بتاتے ہیں جو دل کو قدسی قوت کے ذریعہ منور کرتی ہے اور اس کے وسیلہ سے امور کے حقائق کی شناخت ہوتی ہے اور حق و باطل ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں اور وہ قلب کے لئے آنکھ کی منزل میں ہے۔ فلسفہ میں بھی قوت عاقلہ یا قوت قدسیہ سے تعبیر کرتے ہیں (مرکز فرہنگ و معارف قرآن، ۱۳۸۲: ۵۷۵-۵۷۶)

لفظ بصیرت کے مترادف و معادل مفاہیم

یاد رہے قرآن مجید اور اسلامی روایات میں ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جن کو لفظ بصیرت کے برابر کہا جاسکتا ہے اور اس سے بہت زیادہ نزدیک ہے، منجملہ یہ ہیں:

۱۔ یقظہ (بیداری): اس سلسلہ میں حضرت امام علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

"الیقظۃ استبصار" (غرر الحکم، ص۱۷۶) "یقظہ" (بیداری) بصیرت پانا ہے۔

حضرت امام علی علیہ السلام کی ایک دوسری روایت میں صاحبان بصیرت کی شناخت کرانے میں بیان ہوا ہے:

"فاستصبحوا بنور یقظۃ فی الابصار والاسماع والافئدۃ"

لہٰذا اس سبب سے ان کی آنکھیں، ان کے کان اور دل بیداری کے نور سے روشن و منور ہوئے۔

۲۔ نور: بصیرت کا دوسرا معادل نور ہے:

" یا اَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَآمِنُوا بِرَسُولِہِ یُؤتِکُم کِفلَینِ مِن رَحمَتِہِ وَیَجعَل لَکُم نُوراً تَمشُونَ؛ ایمان والو اللہ سے ڈرو اور رسول پر واقعی ایمان لے آؤ تا کہ خدا تمہیں اپنی رحمت کے دہرے حصے عطا کردے اور تمہارے لئے ایسا نور قرار دے دے جس کی روشنی میں چل سکو" (سورۂ حدید، آیت ۲۸)۔

۳۔ فرقان: مفہوم بصیرت سے بہت زیادہ نزدیک لفظ "فرقان" ہے:

" یا اَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا اِن تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجعَل لَکُم فُرقاناً؛ اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمہیں (حق و باطل میں) تمیز کرنے کی طاقت عطا کرے گا" (سورۂ انفال، آیت ۲۹)۔

اسی طرح بہت ساری روایتوں میں دوسرے الفاظ جیسے عقل، معرفت، علم و حکمت، نیز بصیرت کے معنی میں بھی استعمال ہوئے ہیں۔

بصیرت کا منبع و سرچشمہ

آیتوں اور روایتوں کو ملاحظہ کرتے ہوئے بصیرت کے اہم سرچشمے درج ذیل ہیں:

۱۔ انسانی فطرت و طینت: (طباطبایی، ۱۴۱۷ق: ۲۰ /۲۹۷۔۲۹۸)

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

" وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا۔ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا؛ اور انسان کے نفس اور اس ذات کی قسم جس نے اس کو معتدل و منظّم بنایا ہے، پھر بدی و تقویٰ کو اس پر الہام کیا ہے۔ " (سورۂ شمس، آیت ۷۔۸)

۲۔ قرآن کریم: یہ قرآن مجید لوگوں کے لئے بصیرت اور علم و معرفت کا وسیلہ اور صاحبان یقین کے لئے ہدایت و رحمت کا باعث ہے:

"ہٰذا بَصائِرُ لِلنّاسِ وَہُدیً وَرَحْمَۃٌ لِقَوْمٍ یُوقِنُونَ؛ یہ (قرآن) لوگوں کے لئے بصیرت افروز اور یقین رکھنے والوں کے لئے ہدایت و رحمت ہے۔" (سورۂ جاثیہ، آیت ۲۰)

۳۔ دین اسلام: حضرت امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

خداوند متعال نے شریعت اسلام کو مقرر اور پیاسوں پر اس کے شیریں اور ٹھنڈے پانی کو آسان و ہموار کیا اور اس کے ستون کو اس شخص کے مقابلہ میں مستحکم بنایا جس نے اس سے جنگ کرنا چاہا ہے اور اس شخص کے لئے جس نے اس کی پیروی کرنا چاہا ہے باعث عزت قرار دیا ہے۔۔۔ اور جس شخص نے مستحکم ارادہ کرنا چاہا ہے اس کے لئے بصیرت کا سبب قرار دیا ہے۔ (کلینی، ۱۳۶۵: ۲/ ۴۹)

۴۔ توفیق الٰہی: حضرت امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خداوند عالم بعض وقت صاحبان ایمان کے لئے ایک علامت آشکار کرتا ہے تا کہ اس کی بصیرت میں اضافہ کرے اور کافر کے لئے ایک نشانی ظاہر کرتا ہے تا کہ اس پر حجت تمام کرے۔" (مجلسی، ۱۴۰۳ق: ۴۲/ ۴۰)

بصیرت کا فطری ہونا

قرآن کریم کی نظر میں انسان کے باطن میں ایسا شعور و ادراک پایا جاتا ہے جو خداوند متعال کے فطری الہام کے ذریعہ برے سے نیک کی اور باطل سے حق کی تمیز دی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ ہم قرآن کریم میں پڑھتے ہیں:

"وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا۔ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا" (سورۂ شمس، آیت ۷۔۸)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک روایت میں اس فطری الہام کی اس طرح تفسیر ہوئی ہے:

"یعنی اسے پہچنوایا اور الہام فرمایا۔ اس کے بعد اس کو صاحب اختیار بنایا اور اس نے انتخاب کیا" (قمی،

۱۳۶۷: ۲ /۴۲۴) ۔

چشم بصیرت در حقیقت انسان کے وجود میں موجودہ فطری شعور اور باطنی ادراک ہے جو اچھے اور برے اور خیر و شر اور حق و باطل کو مشخص کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور اس کو مستقبل پر نظر کرنے اور حق کی پیروی اور باطل سے دوری اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ یہ شعور و ادراک، زندگی کی ابتدا میں استعداد و صلاحیت اور اجمال کی صورت میں تمام انسانوں کے باطن میں پائے جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ رشد و نمو ہوتے ہیں۔اس شعور کا رشد و نمو، انسانیت کا رشد و نمو ہے اور انبیائے الٰہی کی بعثت کا فلسفہ انسانیت کے رشد و نمو ہونے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (محمدی ری شہری، ۱۳۹۰: ۲۳)

باطنی شعور و ادراکات کو قوی بنانے میں انبیاء علیہم السلام کے مشن اور منصوبوں سے استفادہ کرتے ہوئے چشم بصیرت کی قدرت میں آہستہ آہستہ اضافہ ہوتا ہے یہاں تک کہ معقول حقائق انسان کے لئے محسوس کی صورت میں قابل دید ہوتے ہیں، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

کوئی بندہ نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے چہرے پر دو آنکھیں ہوتی ہیں جن کے ذریعہ دنیا کے امور کو دیکھتا ہے اور دو آنکھیں اس کے دل میں کہ جن کے ذریعہ آخرت کے امور کو مشاہدہ کرتا ہے، لہٰذا جب خداوند عالم کسی بندہ کے لئے کوئی خیر و بھلائی چاہتا ہے تو اس کے دل کی دونوں آنکھوں کو کھول دیتا ہے اور وہ ان کے ذریعہ اس چیز کو دیکھتا ہے کہ جس کا خداوند عالم نے عالم غیب میں وعدہ کیا ہے اور غیب (دل کی دونوں آنکھوں) کے وسیلہ سے غیب پر ایمان لاتا ہے (متقی ہندی، ۱۴۰۹ق: ۲ / ۴۲) ۔

بصیرت کے اسباب و عوامل

شناخت و معرفت کے اوزار کے علاوہ جو بشر کے اختیار میں ہے، بہت سارے اسباب پائے جاتے ہیں جو بصیرت اور روشن دلی اور حقائق کی شناخت و معرفت کے پیدا ہونے میں مدد کرتے ہیں۔

۱۔ زمین و آسمان میں خداوند عالم کی نشانیاں: زمین و آسمان، نیز انسان کے ظاہر و باطن میں خداوند عالم کی نشانیوں کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے۔اس معنی میں کہ آفاقی و انفسی نشانیاں اتنی زیادہ ہیں کہ ہر شخص ان میں سے ایک یا چند نشانیوں سے استفادہ کرتے ہوئے بصیرت حاصل کرسکتا ہے ”وَفِی الْاَرْضِ آیاتٌ لِلْمُوقِنِینَ ۔ وَفِی اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُونَ“ (سورۂ ذاریات، آیت ۲۰-۲۱) زمین و آسمان میں الٰہی نشانیاں باعث بصیرت ہیں؛ ” اَفَلَمْ یَنْظُرُوا اِلَی السَّماءِ فَوْقَهُمْ کَیْفَ بَنَیْناها وَ زَیَّنّاها وَ ما لَها مِنْ فُرُوج ۔ وَالْاَرْضَ مَدَدْناها وَاَلْقَیْنا فیها رَواسِیَ وَاَنْبَتْنا فیها مِنْ کُلِّ

زَوجٍ بَہِیج۔تَبصِرَۃً وَذِکریٰ لِکُلِّ عَبدٍ مُنِیب" (سورۂ ق، آیت ۶۔۸)

۲۔ آخرت کے بارے میں غور وفکر کرنا: آخرت کے متعلق غور وفکر کرنا اور دنیا سے دور ہونا بصیرت کے پیدا ہونے کا سبب ہوتا ہے:

"وَاذکُر عِبادَنا إبراھِیمَ وَإسحاقَ وَیَعقُوبَ اُولِی الأیدی وَالأبصارِ إنّا أخلَصناھُم بِخالِصَۃٍ ذِکرَی الدّارِ" (سورۂ ص، آیت ۴۵۔۴۶) اس نتیجہ کی علت اس بنیاد پر ہے کہ جملۂ "أخلَصناھُم" ایسے اوصاف و خصوصیات کی علت ہو جو انبیاء کے لئے بیان کی گئی ہیں کہ ان میں سے "اُولِی الأیدی وَالأبصارِ" ہے۔

۳۔ خداوند عالم کی امداد: غزوۂ بدر و بنی نضیر میں الٰہی امداد اور مسلمانوں کی کامیابی و کامرانی عبرت و بصیرت کے اسباب میں سے ہے:

"ھُوَ الَّذی أخرَجَ الَّذِینَ کَفَرُوا مِن أھلِ الکِتابِ مِن دِیارِھِم لِأوَّلِ الحَشرِ ما ظَنَنتُم أن یَخرُجُوا وَظَنُّوا أنَّھُم مانِعَتُھُم حُصُونُھُم مِنَ اللّٰہِ فَأتاھُمُ اللّٰہُ مِن حَیثُ لَم یَحتَسِبُوا وَقَذَفَ فی قُلُوبِھِمُ الرُّعبَ یُخرِبُونَ بُیُوتَھُم بِأیدِیھِم وَأیدِی المُؤمِنِینَ فَاعتَبِرُوا یا اُولِی الأبصارِ" (سورۂ حشر، آیت ۲)؛

"قَد کانَ لَکُم آیَۃٌ فی فِئَتَینِ التَقَتا فِئَۃٌ تُقاتِلُ فی سَبِیلِ اللّٰہِ وَاُخریٰ کافِرَۃٌ یَرَونَھُم مِثلَیھِم رَأیَ العَینِ وَاللّٰہُ یُؤَیِّدُ بِنَصرِہِ مَن یَشاءُ إنَّ فی ذٰلِکَ لَعِبرَۃً لِاُولِی الأبصارِ" (سورۂ آل عمران، آیت ۱۳)

۴۔ ایمان: ایمان، دلی بیداری و بصیرت کے لئے زمینہ فراہم کرتا ہے:

"ھٰذا بَصائِرُ مِن رَبِّکُم۔۔۔ لِقَومٍ یُؤمِنُونَ" (سورۂ اعراف، آیت ۲۰۳)

۵۔ تقویٰ: تقویٰ وپرہیزگاری ضمیر کے نورانی اور دل کے بیدار ہونے کے اسباب میں سے ہے:

"إنَّ الَّذِینَ اتَّقَوا إذا مَسَّھُم طائِفٌ مِنَ الشَّیطانِ تَذَکَّرُوا فَإذا ھُم مُبصِرُونَ" (سورۂ اعراف، آیت ۲۰۱)

۶۔ قرآن مجید: قرآن مجید، بصیرت اور دل کی آنکھوں کے کھلنے کا باعث ہے:

"... قُل إنَّما أتَّبِعُ ما یُوحیٰ إلَیَّ مِن رَبّی ھٰذا بَصائِرُ مِن رَبِّکُم..." (سورۂ اعراف، آیت ۲۰۳)؛

"ھٰذا بَصائِرُ لِلنّاسِ..." (سورۂ جاثیہ، آیت ۲۰) کہ یہاں پر "ھٰذا" قرآن مجید کی طرف اشارہ ہے۔

۷۔ دن ورات کا آنا جانا: دن ورات کی گردش اور ان کا آنا جانا انسانوں کی بصیرت کے اسباب و عوامل میں سے ہے:

"یُقَلِّبُ اللّٰہُ اللَّیلَ وَالنَّھارَ إنَّ فی ذٰلِکَ لَعِبرَۃً لِاُولِی الأبصارِ" (سورۂ نور، آیت ۴۴)۔

۸۔ زمین کا فرش بچھانا اور اس میں بلند پہاڑوں کا قرار دینا: توبہ کرنے والے بندوں کے لئے بصیرت کا زینہ فراہم کرتا ہے:

"وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ۔ تَبْصِرَةً وَذِكْرَىٰ لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ" (سورۂ ق، آیت ۷ و ۸)

۹۔ معجزہ: الف) معجزہ کی صورت میں ناقۂ صالح علیہ السلام صحیح بصیرت کے پیدا ہونے کا سبب ہوتا ہے:

"... وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً..." (سورۂ اسراء، آیت ۵۹)

ب) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات انسانوں کی بصیرت کے اسباب و عوامل میں سے ہیں:

"وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَاسْأَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ..." (سورۂ اسراء، آیت ۱۰۱)

۱۰۔ ذکر اور یاد خدا: صاحبان تقویٰ میں ذکر اور یاد خدا، بصیرت اور دل کی بیداری تک پہنچنے کا زینہ ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ" (سورۂ اعراف، آیت ۲۰۱) (فرہنگ قرآن، ج۶ کی طرف رجوع کیجئے)

قرآن مجید میں بصیرت کے آثار و نتائج پر ایک نظر

ہم قرآن مجید کی آیتوں کی تحقیق و جستجو سے بصیرت کے درج ذیل آثار و نتائج تک پہنچتے ہیں:

۱۔ توحید: بصیرت، خداوند عالم کی توحید و قدرت تک پہنچنے کی باعث ہوتی ہے:

"قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ أَفَلَا تُبْصِرُونَ" (سورۂ قصص، آیت ۷۲) اسی طرح (سورۂ رعد، آیت ۱۶)

۲۔ انذار کی قبولیت: انذار کی قبولیت، دل کا بیدار ہونا اور بصیرت کی نشانیوں میں سے ہے:

"وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ۔ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ۔ إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ" (سورۂ فاطر، آیت ۱۹، ۲۲، ۲۳)۔

۳۔ عبرت حاصل کرنا: عبرت حاصل کرنا بصیرت کے آثار و نتائج میں سے ہے:

"مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا أَفَلَا تَذَكَّرُونَ" (سورۂ ہود، آیت ۲۴)

اسی طرح (سورۂ آل عمران، آیت ۱۳؛ سورۂ نور، آیت ۴۴؛ سورۂ غافر، آیت ۵۸؛ سورۂ حشر، آیت ۲)

۴۔ نفس کی منفعت: انسان کے نفس کے لئے منفعت کا حاصل ہونا بصیرت اور گہری و باطنی نظر کے آثار و نتائج میں سے ہے:

" قَدْ جاءَکُمْ بَصائِرُ مِنْ رَبِّکُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِہِ۔۔۔" (سورۂ انعام، آیت ۱۰۴)، (ہاشمی رفسنجانی، ۱۳۸۶: ۶/ ۲۶۳۔۲۶۴)

بصیرت کی رکاوٹیں

دنیا میں انسان کی غفلت، آخرت کے حقائق کی بنسبت مانع ہے:

"لَقَدْ کُنْتَ فی غَفْلَۃٍ مِنْ ہذا فَکَشَفْنا عَنْکَ غِطاءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدیدٌ" (سورۂ ق، آیت ۲۲)؛ (ہاشمی رفسنجانی، ۱۳۸۶: ۶ / ۲۶۸ کی طرف رجوع کیجئے)۔

کفر اختیار کرنا اور گناہ کا مرتکب ہونا قلب انسان میں نور الٰہی کے خاموش ہونے اور چشم بصیرت کے نابینا ہونے کا باعث ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں متعدد تعبیریں کفار کے دل پر مہر لگنے اور ان کے ہدایت کے قبول نہ کرنے کو بیان کرتی ہیں۔ (جوادی آملی، ۱۳۸۸: ۱ /۲۲۷)

ان آیتوں میں آخرت پر دنیا کی ترجیح "ذٰلِکَ بِاَنَّہُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَیاۃَ الدُّنْیا عَلَی الْآخِرَۃِ وَاَنَّ اللّٰہَ لایَہْدِی الْقَوْمَ الْکافِرینَ۔ اُولٰئِکَ الَّذینَ طَبَعَ اللّٰہُ عَلی قُلُوبِہِمْ وَسَمْعِہِمْ وَاَبْصارِہِمْ وَاُولٰئِکَ ہُمُ الْغافِلُونَ" (سورۂ نحل، آیت ۱۰۷۔۱۰۸)؛

نفاق "ذَہَبَ اللّٰہُ بِنُورِہِمْ وَتَرَکَہُمْ فی ظُلُماتٍ لایُبْصِرُونَ۔ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَہُمْ لایَرْجِعُونَ" (سورۂ بقرہ، آیت ۱۷۔۱۸)؛

خواہشات پرستی "اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰہَہُ ہَواہُ وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلی عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلی سَمْعِہِ وَقَلْبِہِ وَجَعَلَ عَلی بَصَرِہِ غِشاوَۃً فَمَنْ یَہْدیہِ مِنْ بَعْدِ اللّٰہِ اَفَلاتَذَکَّرُونَ" (سورۂ جاثیہ، آیت ۲۳)۔

آیات الٰہی سے رخ موڑنے (سورۂ کہف، آیت ۵۷) ایمان قبول کرنے میں سختی (سورۂ انعام، آیت ۱۱۰) اور اس طرح کے مقامات کے بارے ہدایت قبول کرنے اور چشم بصیرت کے روشن ہونے کے موانع کے عنوان سے گفتگو ہوئی ہے۔ خداوند عالم قرآن مجید میں ان کے اندھا، بہرا اور گونگا ہونے اور ان کے قلب پر مہر لگانے کو اپنی طرف نسبت دیتا ہے:

" اُولٰئِکَ الَّذِینَ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فَاَصَمَّہُمْ وَاَعْمٰی اَبْصَارَہُمْ " (سورۂ محمد، آیت ۲۳؛ سورۂ بقرہ، آیت ۷) لیکن یہ سب خود ان کی گمراہی میں ان کے مؤثر ہونے کی نفی نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ خود اپنے گمراہ ہونے میں نقش و اثر رکھتے ہیں، اس لئے کہ انھوں نے خود اپنی فطرت و بصیرت کے قبول کرنے سے انکار کیا ہے اور یہ ان کی بصیرت اور عقل نظری کے کمزور ہونے کا باعث ہوا ہے۔ (فخر الدین رازی، ۱۴۲۰ق: ۲۶ / ۱۰۲۔۱۰۳)

بصیرت کے اوصاف و خصوصیات

قرآن مجید صاحبان بصیرت کو غور و فکر اور عبرت حاصل کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ کبھی ان کو اپنے وجود میں بصیرت حاصل کرنے:

" وَفِی اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُونَ " (سورۂ ذاریات، آیت ۲۱)

اور ان موجودات میں غور و فکر کرنے کی تاکید کرتا ہے جو روئے زمین پر پائے جاتے ہیں:

" اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ اِلَی الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِہٖ زَرْعًا تَاْکُلُ مِنْہُ اَنْعَامُہُمْ وَاَنْفُسُہُمْ اَفَلَا یُبْصِرُونَ" (سورۂ سجدہ، آیت ۲۷)

اور کبھی ان کو گزشتہ لوگوں کے انجام سے ہوشیار اور خبردار کرتا ہے اور ان کو عبرت حاصل کرنے کی دعوت دیتا ہے:

" وَاللّٰہُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ مَنْ یَشَاءُ اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِاُولِی الْاَبْصَارِ " (سورۂ آل عمران، آیت ۱۳) نیز دیکھئے: (سورۂ حشر، آیت ۲)

جن لوگوں نے چشم بصیرت و عبرت سے استفادہ کیا ہے وہ دنیا اور اس کی فنا ہونے والی لذتوں کی طرف توجہ نہیں رکھتے ہیں اور آخرت اور قرب خداوندی کے ساتھ ان کا معاملہ کرتے ہیں (گیلانی، ۱۳۶۷ا: ۲۰۴)۔

متقین اور پرہیزگار افراد جب شیطانی وسوسوں میں گرفتار ہوتے ہیں تو وہ نہایت سرعت کے ساتھ خدا کو یاد کرتے ہیں اور نور بصیرت کے ساتھ حقیقت کو حاصل کرتے ہیں اور شیطانی وسوسوں کے جال سے رہائی پاتے ہیں۔ (صابونی، ۱۴۲۱ق: ۱ / ۴۸۹)

"اِنَّ الَّذِینَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّہُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّیْطَانِ تَذَکَّرُوا فَاِذَا ہُمْ مُبْصِرُونَ" (سورۂ اعراف، آیت ۲۰۱)۔

بصیرت کی اہمیت

بصیرت، خداوند عالم کی آشکار اور واضح صفات میں سے ایک صفت ہے اور قرآن مجید نے خداوند عالم کو اس

صفت سے ۴۲ مرتبہ یاد کیا ہے بصیرت، تمام میدانوں میں صاحبان ایمان کی سب سے اہم صفات و خصوصیات میں سے ہے۔ صرف بصیرت ہے جس کے ذریعہ حیات دنیا کے حوادث اور فتنوں سے گزرا جاسکتا ہے اور منزل مقصود تک پہنچا جاسکتا ہے۔امیر المومنین علیہ السلام کے فرمان کی بناپر ''فقد البصر اھون من فقد البصیرۃ '' یاد رہے کہ بصیرت کسی ایک زمانہ سے مخصوص نہیں ہے اور اس کا ظہور ہر زمانے کے فتنوں کے خطروں سے دوچار ہوتا ہے۔ قرآن مجید بصیرت کی قدر ومنزلت کے بیان میں چار مقامات پر اعمیٰ و بصیر کے مساوی نہ ہونے پر تاکید کی ہے۔دو مرتبہ استفہام انکاری کی صورت میں '' ہَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمیٰ وَالْبَصیر '' (سورۃ انعام، آیت ۵۰؛ سورۃ رعد، آیت ۱۶) اور دو مرتبہ جبری صورت میں ''وَمٰا یَسْتَوِی الْاَعْمیٰ وَالْبَصیرُ '' (سورۃ فاطر، آیت ۱۹؛ سورۃ غافر، آیت ۵۸) ۔

بصیرت کو انبیائے الٰہی کی خصوصیات میں سے بتایا گیا ہے اور روایات نے خداوند عالم سے ایسی خصلت کی درخواست کرنے کی سفارش کی ہے (مجلسی، ۱۴۰۳ق: ۶۶ /۳۹۵) اور حکم دیا ہے کہ تمام نمازوں کی تعقیب میں خداوند متعال سے بصیرت طلب کریں اور کہیں: ''اللّھمّ اجعلنی فی قلبی نوراً و بصراً و فھماً و علماً'' (ابن طاووس حلی، ۱۳۹۵: ۱۶۹) ۔

روایتوں کی بناپر یقین ایمان کے ارکان میں سے ہے اور بصیرت یقین کے شعبوں میں سے ایک شعبہ سمجھا جاتا ہے (کلینی، ۱۳۶۵: اصول کافی/ ۲ /۵۱)،اس لئے بصیرت سب سے اہم امور میں سے ہے کہ حدیثی و روائی منابع نے جلیل القدر افراد جیسے عمار یاسر اور قمر بنی ہاشم وغیرہ کی مدح وتائید میں بیان کیا ہے۔

بصیرت احادیث وروایات میں

حدیث کی ثقافت میں حقیقی بصیرت وبینائی علمی و عملی مستقبل پر نظر کرنے کے معنی میں ہے اور ''بصیر''ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو صحیح بصیرت کے سایہ میں مادی و معنوی اور اپنی دنیا وآخرت کی منفعتوں کو پورا کرنے میں حرکت اور سعی و کوشش کرتے ہیں (محمدی ری شہری، ۱۳۹۰: ۱۹) ۔صاحبان بصیرت کے شعور وادراکات، محسوسات میں منحصر نہیں ہوتے ہیں؛ بلکہ دنیا کے گھر کو بھی دیکھتے ہیں اور آخرت کے گھر کو بھی۔اگر ہم بصیرت کی آنکھ، بصیرت کی قدر و منزلت، بصیرت کو قوی بنانے کے اسباب، مبادی، آثار اور اس کے موانع کے بارے میں روایت کو دیکھیں تو اس طرح کی باتوں کی تائید کرتے ہیں۔ہم یہاں پر ان میں سے بعض روایتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

ا۔ایک روایت کی بنا پر حضرت امام علی علیہ السلام نے صاحب بصیرت انسانوں؛ نیز دل کے اندھے لوگوں کو اس طرح پہچنوایا ہے: بے شک دنیا، اندھے دل انسان کے دیکھنے کی آخری جگہ ہے اور اس سے آگے اور بڑھ کر کوئی چیز نہیں دیکھتا ہے، لیکن باخبر انسان کی نگاہ دنیا سے آگے جاتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ حقیقی منزل اس دنیا کے علاوہ ہے۔ لہٰذا باخبر انسان دنیا سے دل اور آنکھوں کو حاصل کرتا ہے اور دل کا اندھا اس پر نظر کرتا ہے [اور اس کی تمام توجہ دنیا پر ہوتی ہے]۔ صاحب بصیرت اس کے ذریعہ زاد راہ حاصل کرتا ہے اور دل کا اندھا اس کے لئے زاد راہ فراہم کرتا ہے۔ (سید رضی، ۱۴۱۴ق، محقق صبحی صالح: خطبہ ۱۳۳، ص۱۹۱۔ ۱۹۲)

۲۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

جب خداوند عالم کسی شخص کے لئے خیر چاہتا ہے تو اس کے لئے اس کے دل کے قفل (تالے) کو کھول دیتا ہے اور اس میں یقین و سچائی کو ڈال دیتا ہے اور اس کے دل کو اس راستے سے باخبر کرتا ہے جس نے اس میں قدم رکھا ہے اور اس کے دل کو پاک و پاکیزہ اور اس کی زبان کو سچ اور اس کے اخلاق کو صحیح اور اس کے کان کو سننے والا اور اس کی آنکھ کو بینا بنا دیتا ہے۔ (متقی ہندی، ۱۴۰۹ق: ۱۱/ ۹۶)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے (عبداللہ بن جُندَب کی سفارش میں) فرمایا:

"عیسیٰ بن مریم نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کیا کہنا اس شخص کا کہ جس کی بینائی اس کے دل میں قرار دی گئی ہے نہ کہ صرف اس کی آنکھ میں۔" (ابن شعبہ حرانی، ۱۳۹۳: ۳۰۵)

۴۔ حضرت امام علی علیہ السلام نے زید بن صوحان عبدی کے جواب میں ہوشیار اور چالاک لوگوں کے بارے میں فرمایا:

"وہ شخص ہے جو اپنے راستہ کو منحرف راستے سے تمیز دے اور اپنی راہ ہدایت کی طرف تمایل پیدا کرے" (شیخ صدوق، ۱۳۹۰: ۴ / ۳۸۳)۔

نتائج:

۱. لغت میں بصیرت کے معنی قلبی عقیدہ، شناخت و معرفت، یقین، ہوشیاری اور چالاکی اور عبرت کے ہیں اور اصطلاح میں انسان کی اس قوت کا نام ہے جس کے ذریعہ اشیاء اور امور کے حقائق کا ادراک ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں دو طرح کی بینائی کا مشاہدہ ہوتا ہے: ایک ظاہری اور دوسرے باطنی (قلبی) [یا ایک تعبیر کے مطابق عقلی]۔ اسی لئے صاحبان بصیرت کے شعور و ادراکات، محسوسات میں منحصر نہیں ہوتے ہیں؛ بلکہ دنیا

کے گھر کو بھی دیکھتے ہیں اور آخرت کے گھر کو بھی۔

۲. مفسرین نے قرآن مجید میں لفظ ''بصیرت'' کے تین معنی بیان کئے ہیں: یقین و اطمینان، شاہد و گواہ، واضح اور روشن دلیلیں.

۳. بصیرت، خداوند عالم کی آشکار صفات میں سے ایک صفت ہے کہ جو قرآن نے اسے بہت ذکر یاد کیا ہے اور انسانوں کی فطرت میں بھی پائی جاتی ہے۔ بصیرت، تمام میدانوں میں انبیائے الٰہی، اہل یقین اور صاحبان ایمان کی سب سے اہم صفات میں سے ہے۔ صرف بصیرت ہے جس کے ذریعہ حیات دنیا کے فتنوں سے گزرا جاسکتا ہے۔

۴. قرآن میں بصیرت کے اسباب یہ بیان ہوئے ہیں: ا۔زمین و آسمان میں خداوند عالم کی نشانیاں، ۲۔ آخرت کے بارے میں غور و فکر کرنا، ۳۔خداوند عالم کی امداد، ۴۔ ایمان، ۵۔ تقویٰ، ۶۔قرآن مجید، ۷۔دن و رات کا آنا جانا، ۸۔ زمین کا فرش بچھایا جانا، ۹۔ معجزہ، ۱۰۔ ذکر و یاد خدا.

۵. بصیرت کا منبع وسرچشمہ یہ ہیں: ا۔انسانی فطرت و طینت، ۲۔قرآن مجید، ۳۔دین اسلام، ۴۔توفیق الٰہی.

۶. قرآن مجید میں بصیرت کے آثار و نتائج یہ بیان ہوئے ہیں: ا۔ توحید، ۲۔انذار کی قبولیت، ۳۔عبرت حاصل کرنا، ۴۔ نفس کی منفعت.

۷. قرآن مجید کی نظر میں بصیرت کے موانع اور رکاوٹوں کو یہ موارد بیان کیا جاسکتا ہے: ا۔آخرت کے حقائق کی بنسبت دنیا میں انسان کی غفلت، ۲۔ کفر اختیار کرنا اور گناہ کا مرتکب ہونا، ۳۔خواہشات پرستی.

مآخذ:

۱. قرآن کریم.
۲. ابن شعبہ حرانی، (۱۳۹۳)، تحف العقول عن آل الرسول علیہ السلام، مصحح: علی اکبر غفاری، ترجمہ: صادق حسن زادہ، قم، نشر آل علی علیہ السلام۔
۳. ابن طاووس حلی، حسن بن یوسف بن مطہر علامہ حلی، (۱۳۹۵)، فلاح السائل، مترجم: محمد رضا جباران، چاپ اول، انتشارات بین الملل.
۴. آمدی، عبدالواحد بن محمد، (۱۴۱۰ق)، غرر الحکم و درر الکلم، مصحح: سید مہدی رجایی، قم، دار الکتاب الاسلامی.
۵. جوادی آملی، عبداللہ، (۱۳۸۸)، تفسیر تسنیم، بہ تحقیق: علی اسلامی، چاپ ہشتم، قم، نشر اسراء.
۶. حسینی دشتی، سید مصطفیٰ، (۱۳۸۵)، دایرۃ المعارف جامع اسلامی، چاپ اول، نشر آرایہ.
۷. سید رضی، محمد بن حسین، (۱۴۱۴ق)، نہج البلاغہ، محقق: صبحی صالح، چاپ اول، قم، مؤسسۃ دار الہجرۃ.
۸. شیخ صدوق، محمد بن علی بن بابویہ، (۱۳۹۰)، من لایحضرہ الفقیہ، تہران، انتشارات دار الکتب الاسلامیۃ.
۹. صابونی، محمد علی، (۱۴۲۱ق)، صفوۃ التفاسیر، چاپ اول، بیروت، انتشارات دار الفکر.
۱۰. طباطبایی، سید محمد حسین، (۱۴۱۷ق)، المیزان فی تفسیر القرآن، چاپ پنجم، قم، دفتر انتشارات اسلامی جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم.
۱۱. فخر الدین رازی، ابو عبداللہ محمد بن عمر، (۱۴۲۰ق)، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، چاپ سوم، بیروت _ لبنان، دار احیاء التراث العربی.
۱۲. قمی، علی بن ابراہیم، (۱۳۶۷)، تفسیر قمی، بہ تحقیق: سید طیب موسوی جزایری، چاپ چہارم، قم، انتشارات دار الکتاب.
۱۳. کلینی، محمد بن یعقوب، (۱۳۶۵)، کافی، مصحح: محمد آخوندی و علی اکبر غفاری، تہران، انتشارات دار الکتب الاسلامیۃ.

۱۴. گیلانی، عبدالرزاق، (۱۳۶۷)، شرح فارسی مصباح الشریعہ و مفتاح الحقیقہ، چاپ سوم، انتشارات کتابخانہ صدوق.
۱۵. متقی ہندی، علی بن حسام الدین، (۱۴۰۹ق)، کنزل العمال، تحقیق: بکری حیانی و شیخ صفوۃ السقا، بیروت _ لبنان، مؤسسۃ الرسالۃ.
۱۶. مجلسی، محمد باقر، (۱۴۰۳ق)، بحار الانوار الجامعۃ لدرر اخبار الائمۃ الاطہار، بیروت _ لبنان، مؤسسۃ الوفاء.
۱۷. محمدی ری شہری، محمد، (۱۳۸۶)، میزان الحکمۃ، قم، انتشارات دارالحدیث.
۱۸. محمدی ری شہری، محمد، (۱۳۹۰)، فرہنگ نامہ بصیرت، مترجم: حمیدرضا شیخی، قم، انتشارات دارالحدیث.
۱۹. مرکز فرہنگ و معارف قرآن، (۱۳۸۲)، دایرۃ المعارف قرآن کریم، چاپ اول، قم، انتشارات بوستان کتاب قم (انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم).
۲۰. ہاشمی رفسنجانی، اکبر، و ہمکاران، (۱۳۸۶)، فرہنگ قرآن، چاپ اول، قم، انتشارات بوستان کتاب قم (انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم).